

منکرین مہدی (عج) کی ضعیف دلیلیں اور انکا رد

<?xml encoding="UTF-8?>

اہل مطالعہ و تحقیق جانتے ہیں کہ کتب اہل سنت میں احادیث ظہور حضرت مہدی(عج) اتنی زیادہ ہیں کہ جو بھی غیر جانب دارانہ اور انصاف کے ساتھ ان کی طرف رجوع کرے گا اسے اس بات کا یقین حاصل ہو جائے گا کہ ان سب کی دلالت اس بات پر ہے کہ وجود مہدی(عج) اسلام و مسلمین کے ان مسلم عقاید و موضوعات میں ہے کہ جن کا بیچ خود حضور پاک(ص) نے بویا، اور آئمہ علیہم السلام اور اصحاب کرام نے ان کی آبیاری کی ہے، لہذا یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وجود ظہور حضرت امام مہدی(عج) کے بارے میں متون اسلامی میں جتنی حدیثیں وارد ہوئیں ہیں اتنی احادیث کسی اور موضوع کے بارے میں وارد نہیں ہوئیں ہیں، واضح رہے ابتداء بعثت سے حجة الوداع تک پیغمبر اکرم(ص) نے سینکڑوں مرتبہ حضرت مہدی(عج) کے بارے میں گفتگو کی ہے، اور عہد رسول اکرم(عج) سے ہی لوگ ان کے انتظار میں دن گنتے تھے یہاں تک کہ کبھی تو بعض لوگ کسی کو اس کا حقیقی مصداق سمجھ بیٹھے تھے، ان سے متعلق شیعہ و سنی دونوں راویوں نے احادیث نقل کی ہے، ان کے راویوں میں عرب، عجم، مکی و مدنی، کوفی بغدادی، بصری، قمی، کرخی، بلخی، خراسانی، وغیرہم شامل ہیں، کیا ان ہزاروں سے زائد احادیث کے باوجود کوئی مسلمان وجود مہدی(عج) کے بارے میں شک کرے گا اور یہ کہے گا کہ یہ احادیث متعصب شیعوں نے جعل کر کے پیغمبر اکرم(عج) کی طرف منسوب کر دیں ہیں؟؟

ان واضح حقائق کے مقابلے میں حضرت مہدی(عج) کی شخصیت کے بارے میں شکوک و شبہات ایجاد کرنا اور آپ کی شخصیت کو کسی ایک فرقے سے منسوب کرنے کی کوشش واقعیت پر پردہ ڈالنا ہے، اسلام کے ایک بنیادی عقیدہ کو دبانا اور اسلام کو ضعیف کرنا ہے، اور آج کی حالت کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے، یہ منفی پڑوپینگینڈہ یقینا، جہل کی بنیاد پر نہیں علم کی بنیاد پر کیا جا رہا ہے، اس مذموم پروپیگینڈے کا اصل مرکز دنیا کے کسی اور گوشے میں ہے، جسے برصغیر بالخصوص وطن عزیز پاکستان میں بھی پھلانا چاہتے ہیں جس سے غافل نہیں رہا جاسکتا، اس سلسلے میں کچھ توضیحات دیں گے تاکہ جوانان اسلام زیادہ سے زیادہ اسلام دشمن عناصر کی حقیقت اور ان کے ناپاک عزائم سے آشنا ہوسکیں۔

ہم یہاں امام مہدی(عج) کے منکرین کی کچھ ضعیف دلیلوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین پر واضح ہو کہ امام زمانہ کے منکر کیسی ناپاک سازشوں میں مصروف ہیں:

منکرین عقیدہ مہدویت کی دلیل :

پہلا سبب عبداللہ بن سبا

کچھ اہل سنت کے نام نہاد لوگوں نے اپنی معتبر حدیثوں کی کتب میں امام مہدی(عج) پر سینکڑوں احادیث

اور باب المہدی یا کتاب المہدی جیسے عناوین کو نظر انداز کرتے ہوئے ڈھٹائی سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عقیدہ مہدویت صرف شیعہ عقاید میں سے ہے اور انہوں نے اس عقیدے کو دوسرے مذاہب خصوصاً یہودیوں سے لیا ہے، یعنی صدر اسلام میں مادی فوائد کے حصول اور اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی غرض سے یہودیوں کی ایک جماعت نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے مخصوص مکر و فریب سے مسلمانوں کے درمیان مقام بنالیا تھا، جس کا مقصد مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اندازی اپنے عقاید کی اشاعت اور مسلمانوں کے استحصال کے علاوہ کچھ اور نہ تھا، ان ہی میں سے ایک ”عبد اللہ بن سبا“ ہے جس کو ان کا نمایاں فرد تصور کرنا چاہیے، پس اس عقیدے کی ترقی کے دو سبب ہیں - ۱۔ بیرونی سبب ۲۔ اندرونی سبب - چنانچہ المہدی فی الاسلام کے مصنف لکھتے ہیں :

”کانت الشیعة الفرق الاسلامیة الى التعلیق بهذه الاسطورة التي ترتکز فی وجودها عاملین ، خارجیّ یهودی وقد دخل هذا العامل الیہودی البیئة الاسلامیة علی ید عبد اللہ بن سبا“ (المہدیہ فی الاسلام سعد حسن ، ص ۲۸۔ ۶۰ الشیعة والتشیع احسان ظہیر الہی، ص ۳۷۸ کے بعد)

ہمارا جواب

ان کے اس دعویٰ کی صرف ایک ہی دلیل ہے اور وہ ایک ضعیف تاریخی روایت ہے جس کو جناب ”طبری“ نے سب سے پہلے اپنی تاریخ میں نقل کیا اور ان کے بعد آنے والے تمام مورخین نے اس بے بنیاد مجعول شدہ روایت کو جناب طبری پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی کتب تاریخی میں نقل کیا ہے - اور شیعہ دشمن عناصر نے متعدد مقامات پر اس سے استفادہ کرتے ہوئے ان کو شیعہ مذہب کا بانی اور موجد قرار دیتے ہوئے بہت سے اسلامی عقاید کو مخدوش بنانے کی کوشش کی ہے ، ان میں سے ایک ”عقیدہ مہدویت“ ہے ، تمام مغرضین اور منحرفین نے اسی روایت سے تمسک کیا ہے اور عبد اللہ بن سبا کے یہودی ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے -

لہذا اس تاریخی روایت کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اہل سنت کی کتب ”رجالی“ کی روشنی میں اس روایت میں موجود افراد ، یعنی رجال کے بارے میں مختصر سی گفتگو کرتے ہیں ، تاکہ عبد اللہ بن سبا کی حقیقت اور اس کی حیثیت سے قارئین محترم کاملاً آشنا ہوسکیں روایت یہ ہے :

”کتب الی السری عن شعیب عن سیف عن عطیّة ، عن یزید الفقسعی کان عبد اللہ بن سبا یهودیاً من اهل صنعا امه سوداء، فاسلم زمان عثمان ثم تنتقل فی بلدان المسلمین یحاول ضلالتهم -“ (تاریخ طبری ، ج ۲، ص ۶۲۲، باب ذکر حوادث ۳۵ھ -)

سری نے شعیب سے انہوں نے سیف سے انہوں نے عطیہ سے انہوں نے یزید فقسعی سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا صنعا کا رہنے والا تھا، حضرت عثمان کے زمانے میں مسلمان ہوا اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

اب ہم خود اہل سنت کی رجالی کتب سے بالترتیب ان راویوں کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ السری ، چاہے اس سے مراد ” سری بن اسماعیل کوفی “ ہو یا سری بن عاصم دونوں رجال اہلسنت والجماعت کے نزدیک جھوٹا اور وضاع تاریخ وحدیث ہے ۱۔

۲۔ شعیب سے مراد ، شعیب بن ابراہیم کوفی ہیں اور وہ مجہول الحال اور گمنام ہیں ۲۔
(۲۔۱)۔ تہذیب التہذیب ، ج ۳، ص ۲۰۱ ” عن احمد ترک الناس حدیثہ ، وقال نسائی ، لیس شیعہ کان یغلب الاسانیدو ؛ میزان الاعتدال ، ج ۱، ص ۳۷، تاریخ الخطیب (تاریخ بغدادی) ج ۹، ص ۱۹۳ ، لسان المیزان ، ج ۳، ص ۱۳۔)

۳۔ یزید الفقسعی مجہول الحال اور گمنام ہے۔
(تہذیب التہذیب ، ج ۴، ص ۲۶۲؛ میزان الاعتدال ، ج ۱، ص ۲۳۸)

۴۔ سیف بن عمر ، جھوٹا آدمی تھا۔ انہ کان یضع الحدیث ، واٹھم بالذندقہ۔
(تہذیب التہذیب ، ج ۴، ص ۲۶۲؛ میزان الاعتدال ، ج ۱، ص ۲۳۸)

۵۔ وعطیہ ضعیف ، مجہول الحال اور گمنام شخص تھا ۔
(ذہبی ، میزان الاعتدال ، ج ۳، ص ۷۹۔)

یہ تھی اس حدیث کے راویوں کی حقیقت کہ سب کے سب غیر معتبر ہیں، جس کی وجہ سے خود حدیث بھی اپنا اعتبار کھودیتی ہے لہذا اس حدیث کو سند بنا کر پیش کرنا غیر معقول اور غیر قابل قبول ہے، افسوس کی بات تو یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنے کو اہل قلم سمجھتے ہوئے اسلام کے ٹھکیدار ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن صحیح تحقیق کرنے اور حقیقت پسندی سے کام لینے کے بجائے خواہشات تعصبات کی آندھیوں میں بہہ گئے، اسی لئے غیر منطقی اور بے بنیاد باتوں کو لکھ کر مسلمانوں کے درمیان انتشار پھیلا کر اسلام و مسلمین کی جڑیں کاٹنے میں استکباری طاقتوں خصوصاً یہودیوں کی مدد کرتے ہیں ۔

یہ مختصر سی تنقید ہم نے اس لئے پیش کی ہے تاکہ نوجوانان اسلام ان گمراہ کن بیانات اور غیر منطقی کتابوں کے مطالعہ سے پریشان نہ ہوں ، اور ایسے مصنفین اپنی آنکھیں کھولیں اور مبنی اسلام سے زیادہ سے زیادہ آشنائی حاصل کریں ، اور تقلید اور تعصب کی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں قدم رکھتے ہوئے اپنی بساط کے مطابق قدم اٹھائیں تاکہ اپنی اور دوسرے مستضعفین کی عاقبت خراب نہ کریں ، مختصر یہ کہ ” عبداللہ بن سبا“ کا وجود تاریخ کے مسلمات میں سے نہیں ہے اور اس کے وجود کو ، مسلمانوں خصوصاً شیعہ

مسلمانوں کے دشمنوں نے گڑھ لیا ہے اور اگر واقعاً کوئی ایسا شخص موجود تھا تو ان باتوں کا کوئی ثبوت کیوں نہیں ہے؟ جن کو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ، کیونکہ کوئی عقلمند شخص اس بات کو قبول نہیں کرسکتا کہ ایک نومسلم یہودی نے ایسی غیر معمولی قوت و طاقت پیدا کر لی تھی کہ وہ اس ایک گھٹن سے بھرے ہوئے (استبدادی) ماحول میں بھی ، جب کہ کوئی بھی اہل بیت عصمت و طہارت کے سلسلے میں ایک بات بھی کہنے کی جرات نہیں کرتا تھا اس نے اس وقت ایسے بنیادی اقدامات کئے اور مستقل تبلیغات اور وسائل کی فراہمی سے لوگوں کو اہل بیت کی طرف دعوت دیتے ہوئے خلیفہ وقت کے خلاف ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ لوگ قتل خلیفہ کے درپے ہو گئے مگر خلیفہ کے جاسوسوں کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی !!! یعنی ان لوگوں کے مطابق ایک نومسلم یہودی نے ان کے عقاید کی بنیادیں متزلزل کردیں اور کسی شخص میں کچھ کہنے کی ہمت بھی ہوئی ۔ ایسے کارناموں کے حامل انسان کا وجود صرف تصورات کی دنیا میں ہی ممکن ہے۔

(علی و فرزند ان علی ، ڈاکٹر طہ حسین مصری ، بحوالہ آفتاب عدالت۔)

مختصر یہ کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ ” عقیدہ مہدویت “ کو ” عبداللہ بن سبا “ مفروض الوجود یہودی نے مسلمانوں کے درمیان فروغ دیا ہو، اس لئے کہ ہم پہلے ثابت کرچکے ہیں کہ مصلح عالم حضرت مہدی (عج) کی آمد کی بشارت دینے والے خود پیغمبر اکرم (ص) ہیں ۔ ثانیاً داستان ” عبداللہ بن سبا “ ایک افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ۔

دوسرا سبب

منکرین ” عقیدہ مہدویت “ کا کہنا ہے کہ اس عقیدے کی ترقی کا ایک اندرونی سبب بھی ہے چنانچہ ” المہدیہ فی الاسلام “ کے مصنف لکھتے ہیں ” واما العامل الثانی فی خلق ہذا المعتقد فی البیئة الاسلامیہ من بیئة الاسلام ، اذ عند ما افلت زمام الامر الشیعة۔۔۔ ۱۔ (المہدیہ فی الاسلام، ص ۲۸۔ ۶۰)۔

مصنف مذکور کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم (ص) کی وفات کے بعد آپ کے اہل بیت اور رشتہ دار منجملہ علی بن ابی طالب (ع) خود کو زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتے تھے ، چند اصحاب بھی ان کے ہم خیال تھے ، لیکن ان کی توقع کے برخلاف حکومت خاندان رسالت سے چھن گئی جس سے انہیں بہت صدمہ ہوا یہاں تک کہ جب حضرت علی (ع) کے ہاتھوں زمام خلافت آئی تو وہ مسرور ہو گئے !! اور یہ سمجھنے لگے اب خلافت اس خاندان سے باہر نہیں جائے گی ، لیکن علی (ع) داخلی جنگوں کی وجہ سے اسے کوئی ترقی نہ دے سکے !! نتیجہ میں آپ کو ابن ملجم نے شہید کیا پھر ان کے فرزند حسن (ع) بھی کامیاب نہ ہوسکے آخر کار خلافت بنی امیہ کے پاس چلی گئی ۔

رسول اللہ کے دو فرزند امام حسن (ع) و حسین (ع) خانہ نشینی کی زندگی گزار رہے تھے اور اسلامی حکومت اور اقتدار دوسروں کے ہاتھوں میں تھا ، رسول خدا کے اہل بیت اور ان کے چاہنے والے فقر و تنگدستی میں زندگی بسر کرتے رہے اور مال غنیمت مسلمانوں کا بیت المال بنی امیہ اور بنی عباس کی ہوس رانی پر خرچ ہوتا تھا، ان تمام چیزوں کی وجہ سے روز بہ روز اہل بیت کے طرفداروں میں اضافہ ہوتا گیا اور گوشہ و کنار سے اعتراض ہونے لگے ، دوسری طرف حکومت کے عہدہ داروں نے دل جوئی اور مصالحت کے بجائے سختی سے کام لیا اور انہیں دار پر چڑھایا ، کسی کو قید کسی کو جلاوطن کیا۔

مختصر یہ کہ رسول خدا کی وفات کے بعد آپ کے اہل بیت اور ان کے طرفداروں کو مصیبتیں اٹھانا پڑیں، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو باپ کی میراث سے محروم کر دیا۔ علی ابن طالب (ع) کو خلافت سے دور رکھا گیا، حسن ابن علی (ع) کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا حسین ابن علی (ع) کو اولاد واصحاب سمیت کربلا میں شہید کیا گیا اور ان کی مخدرات کو قیدی بنالیا گیا، مسلم بن عقیل اور ہانی ابن عروہ کو امان دینے کے بعد قتل کر ڈالا گیا، ابوذر غفاری کو ”ربذہ“ میں جلاوطن کر دیا گیا، ہجر بن عدی : عمر و بن حمق، میثم تمّار، سعید بن جبیر کمیل بن زیاد اور ایسے سیکڑوں اصحاب خاندان اہل بیت کو تہ تیغ کر دیا، یزید بن معاویہ کے حکم سے مدینہ النبی کو تاراج کیا گیا ایسے ہی اور بہت سے واقعات رونما ہوئے کہ جن سے تاریخ بھری پڑھی ہے، ایسے تلخ زمانے کو بھی شیعین علی نے استقامت کے ساتھ گزاری، اور مہدی کے منتظر رہے، کبھی علویوں میں سے کسی نے قیام کیا لیکن کامیابی نہ مل سکی اور قتل کر دیا گیا، ان ناگوار حوادث سے اہل بیت کے قلیل ہمنوا ہر طرف سے مایوس ہو گئے اور اپنی کامیابی کا انہیں کوئی راستہ نظر نہ آیا، تو وہ ایک امید دلانے والا منصوبہ بنانے کے لئے تیار ہوئے، ظاہر ہے مذکورہ حالات اور حوادث نے ایک غیبی نجات دینے والے اور ”مہدویت“ کے عقیدے کو قبول کرنے کے لئے مکمل طور پر زمین ہموار کر دی تھی، اس موقع پر نومسلم یہودی نے فائدہ اٹھایا اور اپنے عقاید کی ترویج کی، یعنی غیبی نجات دینے والے کے معتقد ہو گئے!

ہرجگہ سے مایوس شیعوں نے اسے اپنے درد دل کی تسکین اور ظاہری شکست کی تلافی کے لئے مناسب سمجھا اور دل و جان سے قبول کر لیا، لیکن اس میں کچھ رد و بدل کر کے کہنے لگے، وہ عالمی مصلح یقیناً اہل بیت میں سے ہوگا۔ وقت گزرنے کے ساتھ، ساتھ لوگ اس کی طرف مایل ہو گئے اور اس عقیدے نے موجودہ صورت اختیار کر لی۔ (المہدیہ فی الاسلام، ص ۶۹۔)

ہمارا جواب

اہل بیت اور ان کے ماننے والوں سے متعلق جس مشکلات اور مصیبتوں کا ذکر فاضل مصنف نے کیا ہے وہ بالکل صحیح ہیں، لیکن ”عقیدہ مہدویت“ کے اثبات کے لئے توجیہ کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ تحلیل و توجیہ کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے، جب ہمیں ”عقیدہ مہدویت“ کے اصل سرچشمہ کا علم نہ ہوتا۔ لیکن ہم اہل سنت کے صحاح و سنن و مسانید اور دوسری کتابوں سے پہلے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خود پیغمبر اکرم (ص) نے اس عقیدے کو مسلمانوں میں رواج دیا اور ایسے مصلح کی پیدائش کی بشارت دی ہے۔

اس کے علاوہ آج کے زمانے میں جو دنیا بھر میں غیر مسلمان انسانوں پر مختلف صورتوں میں ظلم و ستم ہو رہا ہے یا خود اسلامی ممالک کے حکمران فقط اسلامی جمہوریت یا حکومت کے نام پر مسلمان عوام کا ہر وسیلہ سے خون چوس رہے ہیں، خونریزی، بے جا غصب اموال، بے انصافی وغیرہ کا بازار گرم ہے، اسے بھی شیعوں کے اماموں پر ظلم و زیادتی اور ان کے جائز حقوق سے محرومی کا نتیجہ تصور کیا جاسکتا ہے؟ زرا غور فرمائیں اور پھر جواب دیں، کیا حکیم مطلق خدائے رحیم کی عدالت کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا روز بروز مظلوموں کی زیادتیوں سے پرہوتی جائے ظالم و جابر پوری آزادی سے ان پر ستم کرتے رہیں مگر یہ دنیا بغیر کسی عالمی مصلح کے اپنی زندگی تمام کر دے اور قصہ تمام ہو جائے؟ نہیں بلکہ ایک پرسکون ذہن اور انسانی عقل، دنیا کی بگڑتی حالت دیکھ کر بڑی سادگی اور آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ کر سکون و اطمینان کا سانس لیتی ہے کہ کڑوڑوں مظلوموں اور ستم دیدہ انسانوں کی امید کا مرکز کسی نہ کسی کو ضرور ہونا چاہئے اور وہی مرکز سکون، ”عقیدہ مہدویت“

ہے جس کا ثبوت نقل سے پہلے عقل ہے ، یعنی یہ وہ عقیدہ ہے جس پر قرآن ، سنت ، عقل اور تجربہ تاریخ ، (جو کہ خون وآہ ونالہ وشیعوں سے بھری ہوئی ہے) مستحکم دلیل ہیں۔ اب ذرا اس عقیدہ کا اجمالی جائزہ قرآن میلیتے ہیں تاکہ نادرست تجزئے اور بے جا تصورات ذہنوں سے خارج ہوسکیں ۔

مہدی قرآن کی نظر میں

بعض مصنفین لکھتے ہیں ” اگر عقیدہ مہدویت ” صحیح ہوتا تو قرآن میں بھی اس کا ذکر آیا ہوتا، جب کہ اس آسمانی کتاب میں لفظ مہدی کہیں نظر نہیں آتا اور بعض مصنفین نے لکھا ہے ، کہ شیعوں نے اپنے اس غلط عقیدے کی تائید کے لئے جان بوجھ کر آیات قرآنی سے تمسک کرتے ہوئے غلط تاویلات وتوجیہات کی ہیں ، لیکن واقعیت یہ ہے کہ شیعوں کی یہ تفسیر نہ تو قرآن کریم کے مضمون آیات سے موافق ہے اور نہ موافق عقیدہ اہل سنت ہے اور نہ اہل لغت(المہدیہ فی الاسلام، ص ۸۲)

ہمارا جواب

بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ لفظ علی وحسن وحسین ومہدی(ع) ، متن قرآن میں ہونا چاہئے تاکہ ہم ان کے امامت و خلافت کے قایل ہوجائیں بالفاظ دیگر ، اگر علی(ع) واولاد علی(ع) کو خداوند متعال نے امام و خلیفہ مسلمین بنایا ہے تو قرآن کریم میں کیوں ان کا ذکر نہیں ہے ؟ جب کہ آپ جانتے ہیں یہ ایک غلط سوچ ہے کیوں کہ۔

۱۔ آپ بتائے کہ جن کی خلافت کے آپ معتقد ہیں اور اس پر زور دیتے ہیں ان کے اسماء کہاں قرآن مجید میں آئے ہیں ؟ پس کیوں ان کی خلافت کو تسلیم کرتے ہیں ؟؟

۲۔ آپ حضرت علی(ع) اور اولاد علی(ع) کے نام قرآن مجید میں نہ ہونے کی وجہ سے ان کی امامت و خلافت کو قبول نہیں رکھتے جب کہ ایسے کئی موضوعات اور مسائل ہیں جن کا نام قرآن مجید میں نہیں آیا ہے لیکن آپ اسے قبول کرتے ہیں اور ان کے بارے میں زرا سے بھی شکوک وشبہات کا اظہار نہیں کرتے ، مثال کے طور پر قرآن کریم میں کئی مقامات پر نماز کا حکم دیا گیا ہے لیکن قرآن مجید کے کئی سورہ میں یہ نہیں لکھا ہے کہ صبح کی نماز ۲ دو رکعت پڑھیں مغرب کی تین ظہر وعصر وعشاء چار ۴ چار ۴ رکعتیں اسی طرح قرآن مجید میں متعدد مقامات پر زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے لیکن متن قرآن کریم سے یہ استفادہ نہیں ہوتا کہ ہر چالیس درہم پرایک درہم زکوٰۃ فرض ہے ۔

قرآن کریم نے حج کو افراد مستطیع پر واجب وفرض قرار دیا ہے ، لیکن یہ مشخص نہیں کیا کہ خانہ خدا کے طواف کے وقت سات ۷ مرتبہ چکر لگایا جائے ۔

سارے مسلمان چاہے شیعہ ہوں یا سنی ایسے تمام مسائل جن کے بارے میں قرآن کریم میں صراحتاً ذکر نہیں

ہے، کو پیغمبر اکرم کے کہنے پر قبول کرتے ہیں، اور ان پر عمل کبھی کرتے ہیں، اور کوئی بھی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے ان مسائل کے بارے میں زرا سا بھی شک و شبہ نہیں رکھتا اور نہ ہی رکھنا چاہئے۔

میں فیصلے کو قارئین پر چھوڑتا ہوں: آپ خود ہی فیصلہ کریں مذکورہ موضوعات اور ”عقیدہ امامت و مہدویت“ جس کے بارے میں احادیث متواتر کتب صحاح و سنن، و مسانید وغیرہم میں اہل سنت سے نقل ہو چکی ہیں اور مسلمانوں کا اجماع بھی ہے اور عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے، میں کیا فرق ہے؟

ایک روایت نہیں دس نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں احادیث اس سلسلے میں رسول اکرم سے شیعہ و سنی معتبر کتب میں نقل ہوئی ہیں جو کہ وجود اور ظہور حضرت امام مہدی (عج) کو اثبات کرتی ہیں دوسری جانب کسی بھی فرد مسلم کو اس میں بھی شک نہیں کہ حضور کے کلام اور آیات قرآنی میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ آنحضرت کے بارے میں خود قرآن مجید کا ارشاد ہے: ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى۔“

اس کے علاوہ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ امام مہدی (عج) کا ذکر قرآن مجید میں نہیں آیا ہے اگرچہ صریحاً آپ کا نام نہیں آیا ہے اور ضروری بھی نہیں کہ آپ یادِ یگر ائمہ معصومین کا نام قرآن مجید میں صریحاً موجود ہو پھر بھی بعض محققین کے خیال میں ۳۵۰ آیات قرآنی میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام مہدی (عج) کے وجود اور ظہور کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ (معجم احادیث المہدی، ج ۵)۔

ذیل میں ان آیات میں چند نمونے جن کی بزرگ سنی علماء نے تصریح و تفسیر کی ہے کہ یہ آیات امام مہدی (عج) کے بارے میں نازل ہوئی ہیں: قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

قرآنی آیات مہدویت

۱۔ ابن ابی الحدید معتزلی جو کہ اہل سنت کے مقتدر اور بزرگ علماء میں سے ایک ہیں، اپنی کتاب ”شرح نہج البلاغہ“ میں سورہ مبارکہ قصص کی چوتھی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: ”علماء اہل سنت کہتے ہیں یہ آیت [ونريد ان تَمَنَّى عَلَى الَّذِينَ اسْتَضعفوا ونجعلهم الوارثين] اشارہ ہے اس امام کی طرف جس کا تمام روی زمین اور حکومتوں پر غلبہ ہوگا۔ (شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید معتزلی، ج ۴، ص ۳۳۶)۔

۲۔ شیخ جمال الدین یوسف بن علی بن عبدالعزیز مقدسی شافعی جو قرن ہفتم کے بزرگ علماء میں سے ایک ہیں ”عقد الدرفی اخبار المنتظر“ میں تفسیر ثعلبی سے نقل کرتے ہوئے ”حَمَّعَسَقَ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: (ح) سے مراد ایک جنگ ہے جو قریش اور موالیہ کے درمیان پیش آئے گی اور قریش کو فتح حاصل ہوگی۔ (م) سے مراد سلطنت بنی امیہ ہے (ع) سے مراد برتری بنی عباس ہے (س) سے مراد نور اور رفعت و بلندی حضرت امام مہدی (ع) ہے (ق) سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔ البتہ یہ ان کی اور صاحب ثعلبی کی تفسیر ہے!

۳۔ محدث بزرگ شیخ علی بن محمد بن احمد ، مالکی (ابن صباغ) ” الفصول المهمّة فی معرفة احوال الائمة ” میں آیہ ۲۳ سورہ مبارکہ توبہ کی آیت (لِيُظْهَرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ) کی تفسیر میں سعید ابن جبر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت امام مہدی (ع) ہیں جن کے ذریعے دین اسلام تمام ادیان پر غالب ہوگا، اور حضرت مہدی ، حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی اولاد میں سے ہیں ۔ (الفصول المهمہ ، باب الثانی والتسعون ، ص ۹۲)۔

۴۔ علامہ زید بن احمد بن سہیل بلخی ” البدء والتاریخ ” میں لکھتے ہیں ، اور ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ان کی [امام مہدی] جائے پیدائش مدینہ منورہ اور قیام فرمانے کی جگہ مکہ ہے لوگ ان سے صفا و مروہ کے درمیان بیعت کریں گے اور انہیں میں سے بعض کا کہنا ہے کہ وہ روی زمین سے ظلم و ستم کا خاتمہ کر دیں گے اور عدل انصاف قائم کریں گے ، کمزور اور طاقتوروں کے درمیان ، عدل وانصاف ہوگا اور یہ کہ زمین کے مشرق اور مغرب میں پہنچ جائے گا، قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا اور روی زمین کے تمام علاقے یاتو اسلام میں داخل ہو چکے ہوں گے یا پھر جزیہ ادا کرنے والے ممالک ہوں گے اور یہی وہ موقع ہوگا جب اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ (لِيُظْهَرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ) کہ اسلام تمام ادیان پر غالب ہو جائے پورا ہوگا۔

(البدء والتاریخ ، ص ۱۷۸ ، ایضاً مشکاة المصابیح عبد اللہ بن خطیب عمری ذیل تفسیر آیہ ۴ سورہ شعراء ” ان نشاء تنزل علیہم من السماء آیة مطلت فی اعناقہم لها خاصعین)۔“

۵۔ بزرگ سنی مفسر امام فخر رازی نے مفاتیح الغیب میں ” قرطبی ” نے جامع الاحکام القرآن الکریم میں ” سُدی “ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا غلبہ دین حضرت امام مہدی (ع) کے ظہور کے وقت ہوگا۔ (تفسیر کبیر، مفاتیح الغیب ، ج ۱۶ ، ص ۲۲)۔

۶۔ جناب سیوطی ” درالمنثور “ میں ” انّ الساعة آتیة لاریب فیہا “ کی تفسیر میں ابی سعید خدری کے ان دو روایتوں سے ” لاتقوم الساعة حتّٰی یملک رجل میں اہل بیٹی ، اور ” ابشرکم بالمہدی لیظہر باختلاف والزلازل ۔ “ سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت امام مہدی (ع) کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اولین علامت قیامت، ظہور حضرت مہدی (ع) ہے ۔ (درالمنثور، سیوطی ، ج ۵، ص ۲۳۰)۔

۷۔ ” علامہ حسکانی “ سورہ مبارکہ (نسائی) کی آیت ۶۹ ” وحسن اولئک رفیقاً “ کے ذیل میں پیغمبر اکرم (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد قائم آل محمد ہے ۔ (شواہد التنزیل ، ج ۱، ص ۱۵۴)۔

مصنف مذکورہ سورہ (نسائی) کی آیت ۸۳ ” اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم “ کے ذیل میں لکھتے ہیں ، اس سے مراد علی (ع) اور اولاد علی (ع) ہیں کہ ان میں سے آخری مہدی (ع) ہیں (شواہد التنزیل ، ج ۱، ص ۱۵۰ ؛ ینابیع المودة، ص ۱۱۶)۔

۸۔ حافظ ابرہیم بن محمد حنفی قندوزی سورہ بقرہ کی تیسری آیت ”الذین یؤمنون بالغیب“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”غیب“ سے مراد حضرت مہدی (ع) ہیں ، اور آیہ ۱۲۸ سورہ بقرہ ”فاستبقوا الخیرات“ کی ذیل میں امام جعفر بن محمد جعفر الصادق (ع) سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے مراد حضرت امام مہدی (ع) کے اصحاب خاص تین سو تیرہ (۳۱۳) افراد مراد ہیں جو بادل کی طرح دنیا کے کونے کونے سے مکے میں جمع ہوں گے ، حافظ مذکور سورہ آل عمران کی آیت ۱۲۱ ”ویمحّص مافی قلوبکم“ کے ذیل میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا اس سے مراد میرے اوصیاء ہیں ان میں علی اور میرے فرزند مہدی ہے کہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔
(ینابیع المودة ، الباب الثامن ، والسبعون ، ص ۵۰۶۔)

۹۔ حافظ ابن صباغ مالکی آیہ ”بقیة اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین۔“ کے ذیل میں لکھتے ہیں ، اس سے مراد حضرت مہدی (ع) ہیں ۔
(الفصول المہمہ ، باب الثانی الستعون ، ص ۹۲۔)

۱۰۔ شیخ محمد بن احمد سفارینی اثری حنبلی لکھتے ہیں ”قال مقاتل ابن سلیمان ومن تبعه من المفسرین فی قوله تعالیٰ ”وأنّہ لعلم للساعة“ انہا نزلت فی المہدی مقاتل ابن سلیمان اور ان کے اتباع کرنے والے مفسرین نے لکھا ہے کہ آیت ”البتہ وہ قیامت کی علامت ہے“ حضرت امام مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔
(زخرف ؛ آیت ۶۱ ، لوائح انوار البہیة وسواطع الاسرار الاثریہ ، ج ۲ ص ۲۲۔ سورہ زخرف آیت ۶۱۔)